

کیا چیز نظر آرہی ہے۔ کیونکہ گھنٹہ بھر سے جان کی نگاہ دونوں کے کندھوں کے درمیان ہو سانسے سڑک کی طرف لگی ہوئی تھی اسٹورٹ کی عادی آنکھوں نے جان کی تباہی ہوئی چیز کو جلد دیکھ لیا۔ جو چاند کی دھندلی روشنی میں سفید سڑک پر سیاہ انبار سا معلوم ہوتا تھا۔ بیشک ہیکسٹ کھٹک کہتا ہے۔ میرے خیال میں ہمسے آگے نواب کی موٹر کار ٹوٹی پڑی ہے۔ اب آپ براہ خدا ذرا جلدی کریں مگر وہ آگے اپنی اپنی پوری تیزی سے جا رہی تھی۔ کمشنر سوائے اس کے اور کچھ نہ کر سکتا تھا کہ اپنے شکار پر جھپٹ پڑنے کی تاک میں بیٹھا رہے۔ وہ بے حرکت موٹر کار فریباً ایک سو گز دور ہوگی کہ اس میں سے کسی عورت کی چیخ کی آواز سنائی دی۔ حسبِ کافور ایک پُر جوش زور کی آواز میں جان ہیکسٹ نے جواب دیا جب کہ یکایک اس بھرت ساتھ سیاہ ڈھیرے ایک جھٹکے کے ساتھ حرکت کی اور تیزی کے ساتھ اپنا مشکل اور خوفناک سفر طے کرنے لگا۔

کمشنر۔ او، ہو یہ تو میرے چیرے بھائی کے دروازہ پر ٹوٹی پڑی تھی۔ پر خیر اب ہمیں امید ہے کہ پیشتر اس کے کہ وہ اپنے مسافر کشتی پر چڑھائیں ہم انہیں جا بکڑیں گے۔ کمشنر کے منہ سے ابھی یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ ان کی موٹر کار ایک پہاڑی

جس کو دیکھ کر مسٹر ٹیگرت گھبرا گئے۔ کیونکہ نواب کی موٹر کار اعلیٰ اور بھاری تھی۔ جو ان جگہوں پر سے بخیٹر گزر سکتی تھی لیکن اپنی موٹر کار دیکھ کر انہیں اب یقین ہونے لگا کہ وہ نواب کو نہ بکڑ سکیں گے۔ "الکسن برن" کی تو آٹو کٹر سیدھے پورٹ اسمتہ کی سڑک پر ہو گئے۔ اور تیزی سے چلنے لگے۔ گو دور جنوبی طرف کے کھڑے ان پر ظاہر کر دیا کہ اگر دن ہوتا تو وہ سمندر کو دیکھ سکتے تھے۔

کمشنر ہمیں امید کرنی چاہیے کہ ایک وجہ سے ہم نواب کو بکڑ سکیں گے۔ وہ کہ جہاز ضرور دور سمندر میں کھڑا ہو گا جبکہ ان کو اتنا فاصلہ کشتی پر طے کرنا پڑے گا۔

اسٹورٹ۔ جو تمام راستہ نہ بولا تھا۔ آپ کو کیا امید ہو سکتی ہے جب آپ ان کھڑے کھڑے والے کھلونوں سے کھیل رہے ہیں۔ مجھے خطرہ ہے کہ نواب یا ہم نامے ہی میں نہ رہیں۔

کمشنر۔ خدا کرے کہ نواب صاحب کی موٹر کار کو کوئی مسئلہ نہ پہنچا کر ایسا ہوا تو ہمیں اور وقت مل جاوے گا۔ اور ہماری کمی پوری ہو جاوے گی۔ گو نواب بڑا ہوشیار ہے اور اس نے ان سب باتوں کا ضرور پہلے ہی خیال کر رکھا ہو گا۔

جان ہیلیسٹ۔ زور سے جناب سے وہ پاؤ میل آگے

دور اے لے جا رہا تھا۔

اس موٹر کار کے حادثہ سے انہیں اور جوش پیدا کر دیا تھا اور گھوڑے پر سوار ہو نیسے ایک دفعہ پھر کامیابی کی امید اس کی آنکھوں میں بھلکی کیونکہ وہ خود مختار اور شریف النسل جانور پر جس پر اس کی طبیعت کو قدرتی اعتبار تھا۔ سوار تھا۔ اور وہ اس موٹر کار کے کھلونے کو جو ذرا سے صدمہ سے بیکار ہو گیا بد و عائنیں دیتا آگے بڑھا چلا گیا۔

مگر جب وہ میل پر میل طے کرتا چلا گیا اور اسے وہ موٹر کار جس کے تعقب میں وہ آ رہا تھا نظر نہ آئی تو گھبرا گیا کہ کہیں کسی دوسری سڑک پر نہ آ گیا ہو۔ وہ کئی موٹر میں ٹھٹھا تو اسے خیال ہونے لگا کہ شاید نواب آگے کسی موٹر کی آڑ میں ہو گا ورنہ سمندر کا راستہ تو یہی ہے۔ اب ذرا جاننا بھی ہوتا جاتا تھا۔ پوچھنے لگی تھی۔ جب ایک موٹر پر اسٹورٹ نے گھوڑا روک اپنے ارد گرد دیکھا تو اسے سامنے دھندلی روشنی میں سمندر نظر آیا۔ اور ٹیلون کی آڑ میں چار میل دور سمندر میں ایک جہاز کے مستول نظر پڑے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھا کہ ایک کشتی جہاز سے آبنائے میں ہو کر کنارہ کی طرف خاموشی سے آ رہی ہے جو شاید اس صاف رتیلی جگہ پر آگے ٹھہرے۔ وہ جگہ جہاں وہ کھڑا تھا دو میل دور تھی جو بالکل تنہائی میں تھی۔ اور جس کے

نالے میں جاتی ہوئی معلوم ہوئی۔ جہاں اُس کو ایک سخت جھٹکا لگا۔ اور وہ کوشش کر آگے بڑھ گئی۔ مگر ساتھ ہی اس کے وہ آہستہ ہو کر اُس نئے مرمت شدہ پل کے پاس جا کر رک گئی۔ جو نواب کی موٹر کار کو صدمہ پہنچانے کا باعث ہوا تھا۔

انسپکٹر و جان ہیگسٹ چلا آٹھے۔ اور کمشنر غصہ میں لال ہو گیا۔ کہ عین وقت پر موٹر کار نے دھوکہ دیا۔ ادھر اسٹورٹ موٹر کار سے کوڈسٹرک پر ہو گیا۔ اور اپنے کو اچھی صحت و طاقت میں پایا۔ اور ساتھ ہی اُسے کسی کے گھوڑوں کا اہل نظر بڑا تو اس نے کمشنر سے کہا۔

اسٹورٹ۔ آپ نے کہا تھا کہ آپ یہاں کسی کو جانتے ہیں تو پھر جلدی سے میری مدد کیجئے۔ اور مجھے ایک گھوڑا دلانے کے سوا ایک سوئے ہوئے سائیس کو بمشکل جگانے کے بعد مسٹر ٹیگرٹ نے اسٹورٹ کو ایک عمدہ نسل گھوڑے پر چڑھایا اور جنوب کی طرف اس کو سرپٹ دوڑاتے دیکھا۔ جو اس کی رفتار سے سمجھ گئے کہ وہ ایک گھنٹہ میں نواب کی موٹر کار تک پہنچ جائیگا۔ اور وہ خود افسوس میں ٹہلنے لگے کہ ان کی بھلی سست چلنے والی موٹر کار آ پہنچی۔ ادھر اسٹورٹ اپنے مضبوط گھوڑے کو کھٹک پر سرپٹ

ہو گیا۔ ایسا زور کی بھتی کہ اگر کانٹے چڑھے ہوتے تو گھوڑے کا پیٹ زخمی کرنے میں کوئی کسر نہ رہتا۔

باب اڑھتیسواں

(شیطان ہنستا ہے)

کردست آجکل حضرت برائی کو ابھی چھوڑو

نہیں جو کام اچھا وہ نہ آج اچھا نہ کل اچھا

نواب ڈی گورن اپنی کامیابی کی خوشی میں پورے بھروسہ پر بالکل بے غم چلا آ رہا تھا۔ اور اسے یہ ذرا بھی خیال نہ تھا کہ اس کی رات کی اس عیاری کا کوئی پچھا بھی کر رہا ہے جو یکایک پہاڑی نامے میں موٹر کار کے حادثہ سے جہاں کہ پولیس عین سر پر پہنچ چکی تھی۔ نواب پر ظاہر کر دیا کہ اس کا تعقب ہو رہا ہے۔ اور جان سیکسٹ کی پرجوش آواز سے کہ جباری ہم آ رہے ہیں! نواب کو اور ہوشیار کر دیا۔ گو ایک منٹ کے بعد ہی اس کے تعقب کر نیو اے مصیبت میں پھنس گئے۔

نواب دول میں یہ تعقب میری اپنی ہی کسی غلطی کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ جس کا مجھے خواب و خیال تک نہ تھا۔ اس حالت میں وہ اب قلمہ لائیکلوریا اپنا وہ جعلی نوٹوں کا کام جو نوکس نے شروع کیا

نزدیک کوئی آبادی نہ تھی۔ اس لئے نواب نے اپنی دغا و فریب کی تکمیل کے لئے اس جگہ کو پسند کیا۔

گھوڑے کی سواری سے اسٹورٹ کو ذرا اوجھٹ کر دیا اور وہ کچھ خیال کر گھوڑے سے نیچے کودا۔ اور سڑک پر موٹر کار کے نشانات دیکھنے لگا۔ موٹر کار بھاری تھی۔ ربر کے پیوں کے نشانات صاف ظاہر تھے جو ایک موٹر کے بعد بڑی سڑک چھوڑ دوسرے راستہ پر ہو چلے گئے تھے اسٹورٹ ایک نشلی کی خوشی کے ساتھ پھر گھوڑے پر چڑھا اور پھر اس دوسرے راستہ پر جتنا تیز کہ اُسے گھوڑا بچا سکا جاتے لگا۔ جہاں آگے بڑھ کر گنجان جھاڑیوں نے سامنے کے منظر کو حائل کر دیا۔ جو قبیل پانچ منٹ کے گزرنے کے بعد صاف ہو گیا اب وہ اپنے سامنے آبنائے کو دیکھ سکتا تھا۔ جس کے ڈھلوان کنارے پر سواری کی مشتاق آنکھوں کو ایک عجیب نظارہ دکھائی دیا جس کے پتھر کو بہ بالکل نہ سمجھا۔ جب کہ ایک پستول دغا جس کی آواز تھج تھج کے نسیم سحری کی آواز میں جا ملی اور جس نے اس پر گوتام تو نہیں مگر کچھ حال ظاہر کر دیا۔ اور ایک طرف وہ بڑی موٹر کار کھڑی تھی۔ جس میں عجیب قسم کے لوگ کھڑے تھے اور ان سے بچا اس نے دور کنارہ پر جہاز سے آئی ہوئی کشتی لپٹے ملاحوں کے ساتھ منظر بکھری تھی۔

اسٹورٹ نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ اور آگے روانہ

وہ ایسے سخت وقت میں ساتھ نہ لے تو وہ ضرور اس کے ساتھ
فساد کرنے پر تل جاویں گے۔ اس لئے اس نے یہ بہتر جانا کہ
ان کو فی الحال ساتھ لیجائے اور پھر کسی حکمت سے ان سے
پچھا چھوڑائے۔

نواب گاسٹن ڈراموٹر کار آمستہ کر لو۔ اور آب کی موٹر پر باتیں
ہاتھ کو مرط جانا۔ جس پر جیسے ہی یہ مرٹے اسٹورٹ کا گھوڑا
آکر روکا۔ مگر جھاڑیوں کی آڑ کھٹی اسٹورٹ ان کو نہ دیکھ سکا۔
موٹر کار باتیں ہاتھ کے چھوٹے راستہ پر ہوئی۔ جس کے دورویہ
جھاڑیاں تھیں۔ اور سڑک پر نئے پتھر ڈالے گئے تھے۔ لیکن
کٹائی ابھی نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے ربرٹ میں چھید ہو جانے
کے ڈر سے گاسٹن نے چال دھیمی کر دی۔

نواب۔ مت دھیمی کرو۔ کچھ پرواہ نہیں ہم اپنے سفر کے ختم ہونے
کے قریب منزل مقصود پر پہنچ گئے ہیں۔

گاسٹن۔ بھاری آواز میں بیشک اختتام کے بالکل قریب۔
اس جملہ نے نواب کو ڈرا چوکنہ کر دیا کیونکہ اس میں مذاقہ
لہجہ پایا جاتا تھا۔ جس کے سننے کا نواب عادی نہ تھا۔ مگر چونکہ
موٹر کار حسب نشا خاموشی سے چلی جا رہی تھی۔ نواب نے اس وقت
جھگڑا کرنا مناسب نہ سمجھا۔

اتنے میں چھوٹی سڑک ختم ہو گئی اور بڑی چوڑی لمبی سڑک

تھا پورا کسے واپس نہیں جاسکتا۔ اور جنہیں میڈیم کمرالی چلانے کی خاطر یورپ کا دورہ کرنے والی تھی۔ اور اب اس میں سے اگر کوئی کبھی کارروائی ظاہر ہو گئی تو وہ سیدھا جیل خانہ بھیجا جائیگا اسوجہ سے اسے اب اپنا پروگرام بدلنا چاہیے جب اسکی موٹر کار دوبارہ چل پڑی اور اس نے اپنے تعقب کرنے والوں کو حادثہ میں مبتلا دیکھا تو پھر یقین ہو گیا کہ اگر چند میل اور بحیریت طے کر لے تو وہ کپتان کو جیسا کہ اس کا خیال تھا صرف قیدی نہ دیکھا جائیگا۔ بلکہ خود بھی ان کے ساتھ جہاز پر چلا جائیگا۔ اور اپنے تجویز کئے ہوئے سفر پر روانہ ہو جائیگا۔ جہاں وہ اپنی انگریزی دہن کے ساتھ آرام سے زندگی بسر کرے گا۔

اس کے پاس اس وقت نوکس کے بنائے ہوئے پانچ لاکھ اشرقیوں کے جعلی نوٹ تھے۔ جن کو کہ جب وہ منزل مقصود پر پہنچ گیا تو کوئی اور چرٹ یا ڈھونڈھ ان کے چلانے کا انتظام کر لیگا۔ کمرالی نہیں تو کمرالی کی بہن سہی۔ اسے اس بات کا ذرا بھی خیال نہ آیا کہ وہ میڈیم کمرالی کو اور اپنے قلعہ لائلپور کے بد معاش گروہ کو قانون کے ہاتھوں چھوڑے جاتا ہے۔ بلکہ خوش ہوا کہ بغیر کچھ لئے دیئے اس کا ان سے پیچھا چھوٹ گیا۔ صرف اگر اسکو فسوس تھا تو اس بات کا کہ اس کو وہ بد معاش مصنوعی سپاہیوں کو اور گاسٹن موٹر کار چلانے والے کو اپنے ساتھ بچانا پڑ گیا۔ اور جن کو اگر

سے کہنا شروع کیا جبکہ میں نیلے کمرہ میں کھڑکی کے پردوں کے پیچھے چھپی کھڑی تمہاری سب باتیں سن رہی تھی۔

نواب نے اسید دیاس کی نگاہ سے اُن دو آدمیوں کی طرف دیکھا جو دینی و چارلی کی خبر داری کر رہے تھے۔ مگر وہ خود ہی منہ کھولے خوف کے مارے بات تک نہ کر سکتے تھے۔

نواب۔ ذرا ہمت سے کرا لی تم کیا جاہلی ہو بیشک یہ میری غلطی ہوئی کہ تم پر اعتبار نہ کیا اور تم سے سارا حال نہ کہا۔ ورنہ تمہاری اور میری سلامتی کے واسطے اس انگریزی رز کی کالنگ بدر کرنا ضروری تھا۔ اور میں تو خود۔

مسیح کرا لی۔ بات کاٹ کر سب جھوٹ بالکل فریب میں تمہاری تمام تجویزیں سن لی ہیں جو مجھے حرف بحرف یاد ہیں۔ تم پوچھتے ہو کہ میں کیا جاہلی ہوں تو نو ذرا کان کھول کر سنو میں تمہاری جان چاہتی ہوں کہ خالق خدا کو تمہاری خیاریوں اور بد افعالیوں سے نجات ملے۔ تم نے مجھے بیگم بنانے کے جھوٹے وعدہ دیکر دھوکہ میں کھا یہ صرف تمہاری جان لینے کی خاطر میں نے گاسٹن کو ایک بڑی بھاری رشوت دیکر ملایا کہ وہ مجھے موٹر کار چلانے دے۔ جبکہ میں نے موٹر کار چلائی اور تم کو تمہاری موت کی جگہ ملے آئی اس کے بعد پستول چلا۔ اور مہر می ڈی۔ گورن فرانس کا نواب زمانہ کا چالاک فریبی و غاباز مسند کے کنارہ زمین انگلشیہ پر دن چڑھتے ہوئے

نظر آئی جو ذرا اونچی تھی۔ نواب نے جو نہی کشتی کنارہ کی طرف آتی دیکھی
 اس نے تسلی کا سانس بھرا۔ سمندر کا کنارہ وہاں سے بمشکل
 پچاس گز دور تھا۔ نواب نے کہا گا سٹن روک لو۔ اس کو
 ہم اترنے کی جگہ بناتے ہیں۔

گا سٹن۔ موٹر کار کو بھڑا کر۔ پاں اترنے کی جگہ اچھی بنی ابی
 دفعہ پھر اس کی آواز مذاق سے بھری ہوئی تھی مگر نواب کو اتنا وقت
 نہ تھا کہ ایک ادنیٰ ملازم کی باتوں پر توجہ دیتا جسکو شاید فی تیزی
 سے آنے کی وجہ سے چکر آ گیا تھا۔

موٹر کار سے اتر کر نواب نے اپنی موٹر کی سواری کی ٹوپی اور عینکیں اتار
 دیں۔ اور دونوں لڑکیوں کی طرف بڑھا جو سکرٹی ہوئی موٹر کار کی کھلی
 گدی پر بیٹھی تھیں مگر عین آسید وقت گا سٹن کے بے تماشہ قہقہے نے
 اسے پیچھے مرط کر دیکھنے پر مجبور کیا گا سٹن بھی کار پر سے نیچے اتر آیا اور
 نقاب و عینکیں اتار چکا تھا۔ نواب نے جوں مرط کر دیکھا تو وہ گا سٹن نے
 کہا۔ بلکہ میڈیم کرا لی کھڑی تھی جسے دیکھ کر نواب کا رنگ فق ہو گیا
 کیونکہ اسکے ہاتھ میں پستول تھا اور وہ اسکو حد نشانہ بنائے ہوئے تھی
 میڈیم کرا لی۔ اچھا میرے ہنری اب کہو تمہارا سفر ختم ہو گیا بیشک
 ختم ہو گیا۔ اور وہ بھی تمہارے جہاز کی چڑھنے کی جگہ پر۔
 آہ اتنے مجھے بیوقوف بنانا چاہا تھا کہ میں اس خوبصورت چڑیا کو چھوڑ دیا
 ہے۔ اور پھر تم جیسے چالاک اور فریبی نے فوراً ہی سب حال نوکس

انجام

ایک ماہ بعد گرمی کے دن عصر کے وقت باسٹ ہال کے
 باغچہ کے سبز مخملی سیدان میں ایک بڑی خوش خرم پارٹی جمع
 تھی۔ اس مجمع میں پادری لانگڈن بھی تھا جو ذرا سیلا اور
 دبلا ہو گیا تھا۔ وینی کے ساتھ کوچ پر بیٹھا ہوا باتیں کرتا جاتا
 تھا۔ وہاں اسٹورٹ رائیٹر بھی تھا۔ جو چرٹ پر چرٹ
 پی رہا تھا۔ اور نرس ایلائیس ریڈفرن سے ہنس ہنس کے
 باتیں کر رہا تھا۔ کہ جس کے ساتھ اب اس کی شگنی ہو گئی تھی اور
 ریڈفرن اب وہ نرسوں والا لباس نہ پہنے ہوئے تھی۔

دولہا دلہن سے پوچھے جا کر

یہ کلید در محبت ہے

انہی میں مرحوم پادری کا بھائی جوزف نیڈیل بھی تھا
 جو چند یوم کی رخصت سے دارم وڈ اسکریں سے آیا تھا۔
 جو بوڑھے رئیس باسٹ سے باتوں میں مشغول تھا۔ اور خاموش
 جو ہنستی ہوئی چاندی کی سینی میں چاولا رہی تھی چارلی ہیکسٹ
 تھی۔ جس کو وینی باسٹ نے ہمیشہ کے واسطے اپنی خدمت
 میں رکھ لیا تھا۔ کہ جب تک وینی اپنے والد کے گھر باسٹ ہال
 میں رہی وہاں رہے۔ اور پھر جب وہ ایک ماہ کے بعد گرجا میں

تڑپ تڑپ کرنی انار و سقر ہوا ۵
 پھر ذرا دم لے کے اس نے آہ کی اور کچھ تھا
 اک بھیا نک جھنج کی آواز تھی اور کچھ نہ تھا
 افسوس اس کی دغا بازیاں فریبیاں اور بڑا فعالیاں کس کام
 آئیں۔ کیسا چالاک تھا مگر ۵

انگریز ہر سرسویت ہنر و وعدہ باشد
 ہنر بیکار نہ نیاید چو نخت بد باشد
 آخر ایک بد کردار عورت کے ہاتھوں اپنی جان گنوائی ۵
 جو کیا تھا اس کا کھیل اس کو ملا
 آہ وہ کس سے کرے اس کا گلہ
 سچ ہے یہ نتیجہ کار بد کار بد ہی ہوتا ہے۔

مشیر ٹیم کراچی۔ نواب کے اوپر آٹھے ہوئے چہرہ کو دیکھ کر
 دیکھو شیطان ہنستا ہے۔ اچھا اب میں دوسروں سے ہنٹوں
 یہ کہہ کر وہ موٹر کار کے پیچھے جانا ہی چاہتی تھی کہ اتنے میں
 سامنے سے اسٹورٹ گھوڑا سرپٹ دوڑاتا نمودار ہوا جس
 کو دیکھ جھٹ کراچی نے وہ بھرا ہوا ہسٹولی اپنے سر میں داغ لیا
 اور خود بھی نواب کی عیاریوں میں جا ملی ۵

خاک میں بیان الفت مل گئے
 اٹھ گئی دنیا سے یاری دے

اب رہا باقی چار لی کی بابت سو اس نے بوڑھے استیضہ ملازم
 گر جا کے لڑنے کو پسند کیا ہے۔ کیونکہ میں نے ان دونوں کو بھی
 چیکے چیکے باتیں کرنے اور ہتھ دیکھا ہے۔ بٹیک گرمی کے
 دن کی اس عصر کو کوئی بات ایسی نہ رہی تھی کہ جس کا فکر ہو
 پیل ہر سٹ گاؤں پر ایک دفعہ پھر خوشی کی جھلک آگئی تھی
 نواب کا تو اس طرح خاتمہ ہوا اور اس کے سارے حیلے جیلخانہ
 میں مختلف سزائیں بھگت رہے تھے۔ اور لوکس کو بعد تحقیق
 پاوری کے قتل میں پھانسی دی گئی۔

کیونکہ اسٹورٹ کی فتہادت نے جو اس نے اپنی جان خطرہ
 میں ڈال کر حاصل کی تھی۔ کچھ کسر نہ کی تھی اور آخر اس اتوار
 کے پیر امرات قتل کا عقدہ حل ہو گیا۔ لوکس کو ڈر تھا کہ اگر پاوری
 سمویل نینڈیل کے پاس ڈارڈو اسکرینس جیل میں گیا وہ ضرور
 مجرموں کی تصویروں کی کتاب میں اس کی تصویر دیکھے گا اس
 وجہ وہ اتوار کی صبح آکر گر جا کے اندرونی کمرہ میں ہو رہا۔ اور
 چار لی کا اشارہ ہاتھ ہی کتاب میں رکھنے کے بڑے خانہ میں چھپ
 گیا۔ اور جب لائیکڈن چھتے ہوئے راستہ کے اندر ہو گیا تو اس
 نے پیچھے سے پاوری کی پیٹھ میں ایسا کاری زخم لگایا کہ اس نے
 ان ٹک نہ کی۔ اور وہ خود پھر احاطہ میں کھلنے والے دروازہ سے
 بھاگ گیا۔ اور پھر جس کو موقع پا کر نواب نے چالاکی سے بند

بڑے پاوری کے مکان میں رہنے جائیں تو وینی کے ساتھ رہے
جب کہ پیل ہرسٹ گرجا کے ایک دفعہ پھر خوشی اور شادمانی
کے گھنٹے بجتے ہوں گے۔ اب باقی صرف راڈرک و جان ہیکسٹ
رہ گئے۔

راڈرک تو پھر بڑھنے کا لمح چلا گیا اور جان ہیکسٹ باقی
قید کے چند ماہ کاٹنے جیل خانہ واپس بھیج دیا گیا۔ پھر اس کی
باقی سب سزائیں کی سفارش اور جج کی رحمدلی سے معاف
ہو گئی تھی۔ اور ساتھ ہی اس نے قاتل لوکس کو بھی گرفتار کر لیا
تھا۔ اپنی چند ماہ قید بھگتے بعد بوڑھے جان نے گرجا میں
مالی کی نوکری کر لی تھی۔ اور وہ یہ سن کر بہت خوش ہوا کہ
اس کی جان کی عذاب شرابی عورت اچھا ہوا سرگئی اور اب
وہ قلیل تنخواہ پر ہمیشہ کے لئے اپنی پیاری لڑکی کے سامنے
بقیہ عمر گزار سکتا تھا۔

جو ہو جائے خطا کوئی کہ آخر آدمی ہو تم
تو جتنی جلد ممکن ہو کرو اسکا بدل چھا

وینی۔ اور دوبارہ راڈی۔

لانگڈن۔ صرف ایک لڑکی اور لڑکے کے جھگڑے میں راڈی
کو بھی کچھ مل گیا راڈی اب بچہ نہیں بڑا عقلمند ہے۔ میں نے
اس کو نمس بیٹ من سے رازد نیاز کی باتیں کرنے دیکھا ہے

کہہ کر اس کی تکلیف کی تلافی کر دی۔

لوٹوڑھاریس۔ میرے پیارے بیٹے کے دو میں شیطان کے کہنے لگ کر یہ خیال کرتے لگا کہ میں اپنی پیاری بیٹی کے لئے امیر شوہر ڈھونڈوں۔ اور تم جانتے ہو کہ انسان کو اپنے فائدہ کا جلد خیال ہوتا ہے۔ اور شاید تم اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ اس وقت معاملہ بہت پیچیدہ تھا۔ مگر تاہم میرا یہ تصور قابلِ سعانی نہیں ہے۔

لانگڈن۔ تو پھر آپ کے واسطے سفیہ کیا کرنا چاہئے۔ یہی کہ میں نے جناب کو تہ دل سے معاف کیا اور اپنی صداقت کا پھل پایا۔

ناظرین گویہ کتاب ایک معمولی کتاب ہے۔ مگر اس سے اچھا سبق ملتا ہے۔ کروں خویش آمدن پیش دیکھے جان بکسٹ نے جلی سکھ بنایا سنا پائی۔ بیجاری جاری نے اپنے والد کے حکم کو جان کے ساتھ نبھایا استقلال کو قائم رکھا خدا نے اس کی عین موقع پر مدد کی۔ محبت ہو تو ایسی ہو نیک باب کو اپنی بیٹی کے ساتھ کیسی محبت تھی۔ جیل توڑ کر اور وقت پر اپنی بڑی کے آڑے آنا کاردارو۔

راڈرک کی نیک نفسی و شرافت کا مکالمہ گفتگو راڈی و چارلی سے ناظرین نے ملاحظہ فرمایا ہو گا سنجیدگی اس کو کہتے

کر دیا۔ تاکہ مددگار باوری بر قتل عمد کا شبہ ہو۔ اتفاق کی بات بھاگنا
 دوڑی میں نوکس نمی واسٹ سے ایک سیپ کا بٹن گر گیا
 اس نے چاہا کہ اُسے ڈھونڈ دے۔ مگر پکڑے جانے کے
 خوف سے نہ کھیرا۔

اور بعد میں جسکو خود نواب بھی ڈھونڈنے میں ناکامیاب رہا
 مگر اس بٹن کا ابھی آخری ونچسپ واقعہ رہ گیا۔ کہ سیپ
 کا بٹن جو نرس ریڈ فرن نے نواب کو بھجوا کھا وہ اصلی سیپ
 کا بٹن نہ تھا۔ بلکہ نرس نے اُس جیلے ہوئے بٹن ثانی کو جو
 راڈ رک لایا تھا خوب عمدگی سے صاف کر کے نواب کو بھجوا دیا
 یوں اپنی بات بھی تیلے رکھی۔ اور نواب کو بھی بیوقوف بنایا
 کیونکہ اس جیلے ہوئے بٹن کا ہاتھ سے جانے کا اتنا افسوس نہ تھا
 کہ وقت ضرورت پولیس ویسے ہی کئی بٹن اُس راکھ و کوڑے
 کے ڈھیر میں سے چن سکتی تھی۔ اور آخر تک اس نے اس
 بٹن کو جس نے نوکس کو بھانسی چوڑھایا اپنے سے جدا
 نہ کیا۔

آخر کار اس فرامیسی نواب کی حکایت تمام ہوئی
 جس نے اپنی چالاکی اور فریب کی وجہ ایک غریب انگریزی
 باوری کو بلایا ڈالا تھا۔ جو بھی باوری لائڈن عدالت سے
 باعزت بری ہوا فوراً بوڑھے رئیس مسٹر باسٹن کے مفصل ذیل کلمہ

زبانِ خلق

مجدد السنہ مشرقیہ جناب سید احمد حسن صاحب شوکت میرٹھی
تحریر فرماتے ہیں

”الماس“

بے ستوں معدن الماس خجالت گردید۔ شبنم گل نہ تراشید درم تیشہ نما
یہ فصیح و بلیغ شعر عرفی تبریزی کا ہے۔ مگر بہت رقیق اور نازک ہے
مجدد سمجھائے اور حل نہ کرے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ کیونکہ فارسی زبان
سے ہندوستان کو مناسبت ہی نہ رہی۔ کورسوں میں جو نامی گرامی
شعرا فارس کی تصانیف داخل کی جاتی ہیں۔ تو ان کو کالجیٹ بلکہ
اسکالر ٹوٹوں کی طرح رٹتے ہیں۔ نہ معلم سمجھتے ہیں۔ نہ متعلم اور اس
کا بار ہا تجربہ ہو چکا ہے۔ اور اب بھی ہو سکتا ہے۔ اس شعر کا مطلب
یہ ہے کہ کوہ بے ستوں جسے کھود کر فرہاد نے جوئے شیر نکالی تھی۔
جب ہمارے تیشہ کی دھاریں اتنی بھی تیزی نہ ہوئی کہ شبنم گل تراش

ہیں۔ بروباری ایسی ہوتی ہے وعدہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ رادی
تے چار لی کار از اپنی ہمیشہ تک سے نہ کہا۔ آپ نے دیکھا بیگناہ
پادری کا قتل آخر رنگ لا کر ہی رہا۔ نوکس بچا نسی اٹھکایا
گیا۔ نواب اسے کیٹر کردار کو پہنچا۔ میڈیم کمرالی نے نواب
کی گھاتوں میں آکر اپنی عزیز جان اس بری طرح سے ہی بلکہ سارا
گروہ شدید مصائب میں گرفتار ہوا۔

لانڈن اور وینی کو سچی محبت کا پھل مل گیا۔ اس کتاب میں
اپنی اپنی جگہ سب ہیرو ہو رہے ہیں۔ مگر مولف سے بوجھے
تو اصل ہیرو مسٹر اسٹورٹ کو کہنا چاہئے۔ کہاں تو وہ دینی
کاشید اٹھا۔ اور کہاں اس کو دینی کی خاطر اپنے رقیب کے واسطے
کیسی کیسی تکلیفوں کا مقابلہ رہا شاباش شاباش شریف انش
ایسے ہی ہوئے ہیں تول کو جان کیساتھ نبھانا اس کو کہتے ہیں
ہم خوش ہیں کہ اسٹورٹ کی بھی تمنا برآئی۔ وہ آج بہت خوش
ہے کہ اس کو ایک نیت پاک باطن فرشتہ خصلت اور ہوشیار بوی
ریڈفرن ملی۔ چار لی کی بھی شادی ہو گئی اور جان ہیکسٹن نے اپنے
ستم پیشہ سے توبہ کر لی۔ اور اسی طرح دودھ کا دودھ اور پانی کا
پانی ہو کر قصہ کا اختتام ہوتا ہے۔ والسلام
پھر ملیں گے اگر خدا لایا

برٹے برٹے کیسکڑے تھے۔ الٹی توبہ ! اور ایک آرد ہا ایسا تھا کہ جب سانس لیتا تھا تو ہزاروں کوس سے انسان و حیوان چرند و پرند اس کی قوت جاذبہ سے کھینچے چلے آتے تھے۔ اور یہ ظالم آرد ہا سب کو غڑاپ سے ہڑاپ کر کے دھڑ میں اتار لیتا تھا۔ خدا کی پناہ یہ یاد رہا اور لغو فسانے آرام طلب اور مفکر بے رؤسا اور امراء کو کان کھپک کھپک کر سلاتے۔ اور دوائے بیہوشی کا کام دیتے تھے اور جب حنو والا نیند میں غین ہو جاتے تھے۔ تو داستان گو بھی دال تے۔ عین ہو کر بک بک کرنے سے چین پاتے تھے۔ اب تو ایسی کتابوں کا زمانہ ہے جو خوابِ نفلت میں خراٹے لپنے والوں کو جگا دیں۔ اور عبرت کے نفعِ صُور سے غافلوں کے کانوں کے پروے بھاڑ دیں۔ مردہ دلوں کو زندہ کر دیں۔

شبِ فراق میں مجھ کو جگانے آیا تھا جگایا میں نے جو افسانہ گو کو خواب یا ہندوستان کی خوش اقبالی کا یہ ایک نیک شگون ہے کہ مغربی تعلیم کی بدولت ہزاروں ایسے ناولسٹ پیدا ہوئے ہیں جنکو سو کہنا یا اخلاقی رفارمروں کے نام سے پکارنا بجا ہے۔ یہ اپنے قابلِ قد ناولوں سے ملک کو اور قوم کے کریکٹر پر اثر ڈال رہے ہیں۔ اور اپنی تصنیف و تالیف اور انسانوں سے ملک پر اصلاح کا افسوں و م

سکے۔ تو بے ستون الماس خجالت کی معدن بن گیا۔ یعنی خجالت کے الماس ہمارے دل میں چھوئے کہ آپ تیشے ہیں تو شبنم گل کے ترشنے کا بھی ہوتا نہیں۔ بیستون کو کیونکر تراشے گا۔ مطلب یہ ہے کہ ہم کو طعنے دے رہا ہے۔ اور شرمندہ کر رہا ہے۔ کہ تمہاری کارروائی اور کاوش بے اثر ہے۔

یہ شعر ہمارے پُرانے زمانہ کے قصّہ گو یوں اور فسانہ نویسوں پر صادق آتا ہے۔ جنہوں نے بیسود سوئی کا بھالا اور تنکا شہتیر بنا دیا اور خلاف عقل اور خلاف فطرت طوفان کھڑا کر دیا۔ کسی قسم کا اخلاقی اور عبرت خیز نتیجہ نہ نکلا۔

سوختند و سوزشِ شال و زورِ تخیس نشد چو چراغانِ شبِ مہتاب بجا سوختند
 اب مغربی شائستگی کا زمانہ ہے۔ دنیا قانونِ فطرت پر عمل پیرا ہے
 اب بھوت پریت۔ پیہ دیو۔ کالے دیو۔ لال پری۔ سبز پری جنات
 کے طلسمات کھڑا کرنے کا زمانہ کہ ہوا میں آگ کا ایک پہاڑ معلق ہو گیا
 یا ایک آتشیں سمندر موجیں مارنے لگا۔ اور ایک غضبناک جنگل سے
 سابقہ پڑا جس میں کوسوں ہرنوں اور پاڑھوں سے بڑے بڑے
 بچھو اور نیل گاؤں اور گینڈوں سے بڑے بڑے بسکپیرے۔ اور
 اژدہاؤں سے بڑے بڑے کینچوے اور کنسلایاں اور اونٹوں سے